مکالمہ بین المذاہب اور تہذیبی وثقافتی تقارب وہم آہنگی سیرت طیبہ ﷺ کے تناظر میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد عرفان
لیکچرار شعبہ اسلامیات وفاقی اردو یونیورسٹی

ABSTRACT

Islam is a universal and peace-prevailing religion. Not only for Muslims, it demands great security and peace for the non-muslims, too. Undoubtedly, to stop the clash between different religions and civilizations, a special discourse that wipes out all the disorders present on the surface of earth today. Islam not only supports but also persuades to promote such discourse. The life style of the Holy prophet Muhammad (S.A.W) demonstrates remarkably good behavior with the non-Muslims. The umma needs to derive great meaningful lessons from this excellent behavior of the Holy Prophet with the non-Muslims community of the time.

تہذیب اور ثقافت ہی وہ چیز ہے جو کسی بھی قوم کے لیے امتیازی نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ایک قوم دوسری قوم سے ممتاز رہتی ہی اپنے ثقافتی ورثہ کی بنیاد پر ہے۔امت مسلمہ کو تمام اقوام عالم پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی تہذیب وثقافت بے حد عظیم ہے۔اسلام کی اب تک کی تاریخ انتہائی روشن رہی ہے۔اسلام کی روشن تعلیمات کے ذریعے دنیا میں امن وسلامتی کا قیام اور ایک مہذب معاشرہ تشکیل دینے کیلئے اس وقت مکالمہ کی جتنی شدید ضرورت ہے پہلے کبھی نہیں تھی۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ موضوع اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے،اس کی معنوی وسعت انفرادی واجتماعی زندگی، بین الاقوامی تعلقات اور سیاست سے لے کر علمی واخلاقی اصطلاحات تک پھیلی ہوئی ہے۔فن تعمیر ہو یا شعروادب ہو،عقائد ہوں یا اخلاق واعمال ان سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

تہذیب وثقافت کا مفہوم

عربی ادب میں لفظ تہذیب کے لغوی معنی پاکیزہ کرنا اور درست کرنا ہیں۔اسی طرح اس لفظ کو تہذیب اور شائستگی کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔(۱)

دوسرا لفظ ثقافت ہے ،اس کے معنی ہیں: ''کسی چیز کو تیزی کے ساتھ سمجھنا اور کمال حاصل کرنا''۔(۲)

انگریزی میں تہذیب وثقافت کے لیے کلچر کا لفظ استعمال ہوتا ہے گویا کلچر اس مجموعہ کا نام ہے جس میں رسم ورواج، معاملات واخلاقیات اور وہ ساری چیزیں شامل ہیں، جن کا ایک انسان معاشرہ کے ایک رکن کے طور پر حامل ہوتا ہے۔

اسی طرح معاشرے کے اندر حسن اخلاق، لب ولہجہ کی شائستگی بھی اس کے اندر شامل ہے۔(۳)

اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ ہر مذہب ومعاشرہ برائیوں کے ارتکاب کو گناہ اور نیک کاموں کو ثواب سمجھتا ہے۔اسی طرح نیک کاموں کا کرنے اور بھلائیوں میں مصروف رہنے کو ہر مذہب مستحسن سمجھتا ہے۔دنیا کا ہر مذہب امدادِ باہمی، اجتماعی انصاف اور نظم وضبط کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔اسی طرح والدین کی خدمت، یتیموں کی کفالت وسرپرستی،مصیبت زدہ لوگوں کی ان کے

کاموں میں معاونت فراہم کرنے کو ہر مذہب اچھا قرار دیتا ہے۔(۴)

راغب الطباخ تاریخ افکار وعلوم اسلامی میں لکھتے ہیں کہ:

ثقافت سے مراد وہ تمام علوم و معارف اور اعمال ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے (۵) اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور پھر تابعین نے قائم فرمایا۔

مولانا مودودی تہذیب کے مفہوم کی وضاحت میں یوں رقم طراز ہیں:

کسی تہذیب کی قدر و قیمت نمائشی ملبوسات اور ظاہری صورتوں پر متعین نہیں کی جاسکتی بلکہ تہذیب کی تکوین پانچ عناصر سے مل کر مکمل ہوتی ہے۔

۱۔دنیوی زندگی کا تصور، ۲۔زندگی کا نصب العین، ۳۔نظام اجتماعی، ۴۔افراد کی تربیت، ۵۔افکار اور اساسی عقائد (۶)

لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے علوم وآداب اور اندازِ تمدن ہے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب نفس تہذیب نہیں بلکہ تہذیب کے نتائج ہیں۔(۷)

راغب علی اپنے رسالہ الثقافۃ میں لکھتے ہیں۔

الثقافۃ ھی الاصلاح النفس الصحیح الکامل بحیث یکون صاحبھا مرأۃ الکمال والفضائل۔(۸)

یعنی ثقافت نام ہے نفس کی صحیح اور کامل اصلاح کا اس طرح کہ آدمی کی ذات فضائل اور کمال کا آئینہ ہو۔

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرے میں تہذیبی کشمکش

بعثت نبوی ﷺ سے قبل مشرکین مکہ اس نظریہ کے حامل تھے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ہمارا مرتبہ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔اس لیے کہ ہم حرم کے مجاور اور بیت اللہ کے نگہبان ہیں، لہٰذا وہ عرفات نہیں جایا کرتے تھے بلکہ مزدلفہ میں ہی قیام کرلیا کرتے تھے۔(۹)

اپنی بیٹیوں کا عجمیوں کے ساتھ نکاح نہیں کیا کرتے تھے، اگر کوئی کسی عجمی کے ساتھ نکاح کرلیتا تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو کمتر سمجھا جاتا تھا۔(۱۰)

محسن انسانیت ﷺ کا ظہور ان حالات میں ہوا کہ طبقاتی تقسیم اور نسلی تفاخر اپنے عروج پر تھا۔شرک اور بت پرستی کی لعنتوں نے انسانیت کا اصل چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا اور دنیا کا اکثر حصہ

بدترین طوائف الملوکی کا شکار تھا۔(۱۱)

اس وقت کی بڑی تہذیبیں ایرانی اور رومی تہذیبوں کے تمدن کی ظاہری چمک تو بہت عمدہ تھی مگر اندر سے ان کے عیش کدوں میں ظلم کی کی وہ تاریخیں رقم کی جارہی تھیں، جس پر انسانیت شرمندہ تھی۔(۱۲)

زمانہ جاہلیت میں مشرکین کے درمیان جولڑائیاں ہوتی تھیں ان کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہے۔عمر فرخ جاہلیت کی جنگوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

اما عدد ایام العرب فعظیم جدا لایمکن ان یدخل تحت العصر(۱۳)

جاہلیت کی جنگیں اتنی زیادہ ہیں کہ انہیں مخصوص زمانہ یا عہد کے ساتھ مخصوص کرنا ممکن نہیں۔

اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں:

لان حیاۃ العرب الاقتصادیۃ کانت قائمۃ فی الحقیقۃ علی الغزو(۱۴)

عرب جاہلیت کی جو اقتصادی زندگی ہے وہ جنگوں ہی کے گرد گھومتی ہے۔

ان میں ہونے والی ایک طویل ترین جنگ چوتھی صدی عیسوی سے شروع ہوئی اور چھٹی صدی عیسوی تک جاری رہی۔(۱۵)

ان کی سفاکی کا یہ عالم تھا کہ مردہ آدمیوں کے بھی جسمانی اعضاء کو کاٹ کر ٹکڑے کر دیتے تھے۔(۱۶)

بعثت نبوی ﷺ کے عالمی تہذیب وثقافت پر اثرات

اسلام ایک دائمی ضابطہ حیات ہے جو حضرت محمد(۱۷)،عبد کامل(۱۸)،رسول کامل(۱۹) امام الناس(۲۰) بشر کامل(۲۱) رفیع الذکر ﷺ(۲۲) کو قرآن پاک کی صورت میں بذریعہ وحی دیا گیا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام جغرافیائی اعتبار سے ایک پسماندہ خطے میں آیا اور حضرت محمد ﷺ نے عربوں کو ایک ممتاز قوم بنادیا۔اسلام ایک ایسا انقلاب تھا جس نے عربوں کی کایا پلٹ دی۔صدیوں سے فرسودہ نظام اور روایات میں جکڑے لوگوں کو نجات دلائی۔اور ایک پسماندہ قوم کو رفعت کی بلندیوں پر پہنچادیا۔(۲۳)

معروف برٹش مستشرق کیرن آرم اسٹرانگ لکھتی ہیں کہ۔

''محمد ﷺ ایک ایسے مذہب وروایت کے بانی ہیں جس کی بنیاد تلوار اور جبر پر نہیں تھی''۔

علامہ سید سلیمان ندوی بعثت نبوی ﷺ کے عالمی تہذیب پر اثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل اپنے خاندان کے باہر کسی کو یہ حق دینے کے لیے تیار نہیں تھے کہ ان کو اللہ کی طرف سے نبوت کا نور ملے۔ یہ پیغام محمدی ﷺ ہی تھا جس نے بتایا کہ خدا کی رہنمائی کیلئے ملک وقوم وزبان کی تخصیص نہیں۔ اس کی نگاہ میں تمام اقوام چاہے وہ دنیا کے جس خطے سے بھی تعلق رکھتی ہوں برابر ہیں۔(۲۴)

غور طلب بات یہ ہے کہ ایسی مساوات اور برابری کا سبق پیغمبر اسلام ﷺ کے سوا اور کس نے دیا۔ ایسی رواداری اور انسانی ہمدردی کا مظاہرہ اور کس نے کیا کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی لڑی میں پرودیا۔(۲۵)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک عالمگیر تہذیب ہے۔(۲۶) اسلام سے قبل تاریخ انسانی کسی عالمگیر تہذیب کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ہندوؤں کو دیکھا جائے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہندوستان سے باہر جتنی بھی اقوام ہیں، سب کی سب ناپاک ہیں اور ان کا خدا صرف برہمن کا خدا ہے اور برہمن کے علاوہ دوسرے تمام ہندو بھی ناپاک ہیں، وہ تو نچلی ذات کے ہندوؤں کو اپنے برتن میں کھانا کھانے کا اختیار دینے کو تیار نہیں۔(۲۷)

ہندوستان میں رہنے والی 26 کروڑ کی غیر ہندو اقلیت ہندوؤں کے نفرت انگیز رویے کی شکار ہے۔(۲۸) یہودیوں کو دیکھا جائے تو ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ یہوذہ صرف ان کا خدا ہے اور وہ اس کی محبوب قوم ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں۔ قرآن ان کے الفاظ کو ''نحن ابناء اللہ''(۲۹) کہہ کر ذکر کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر ہیں، نے صاف الفاظ میں یہ کہا تھا کہ میں تو صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔(۳۰) اور اپنے شاگردوں کو نصیحت کی کہ وہ غیر اقوام کی طرف نہ جائیں۔(۳۱) صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے عالمگیر تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ باقی تمام تہذیبیں علاقائی اور قومی تہذیبیں تھیں۔(۳۲) قرآن نے الحمد للہ رب العالمین(۳۳) کہہ کر اس بات کا اعلان فرمادیا کہ اسلام کا خدا صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا

کی اقوام کا رب ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کے متعلق قرآن نے یہ نہیں ذکر کیا کہ آپ مسلمانوں کے لیے ہی ہدایت لے کر آئے ہیں بلکہ قرآن نے آپ کو "ھدی للناس" (۳۴) کہہ کر یہ بتادیا کہ آپ تمام روئے زمین کے انسانوں کے لیے رحمت کا پیغام وہدایت لے کر آئے ہیں، لہٰذا اسلام ایک عالمگیر تہذیب دیتا ہے جو کہ اس زمین پر رہنے والے تمام انسانوں کیلئے امن وسلامتی کا پیغام ہے۔ دین اسلام دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔ ہر مسلمان کا منتہیٰ اور مقصود صرف اللہ کی خوشنودی ہے، مسلمان معاشرہ جب تک اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتا رہا۔ اس دنیا میں غالب رہا، مگر جب مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو مسلمان اس دنیا میں مغلوب ہو کر کافروں کیلئے آسان ہدف بن گئے۔ (۳۵)

بین التہذیب قربت اور ہم آہنگی کیلئے مکالمہ کی ضرورت

پروفیسر ساروکن جنھوں نے 26 تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ کیا وہ مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ چاہے کوئی بھی تہذیب ہو، ہر تہذیب کا جو بنیادی تصور ہے، وہ کسی نہ کسی درجے میں اس کائنات کے خالق کے ساتھ ہی تعلق اور رشتے پر استوار ہے، خواہ وہ تعلق توحید کی بنیاد پر استوار ہو یا شرک کی بنیاد پر ہو۔ (۳۶)

اتنی وسعت نظری کے ساتھ کسی بھی مذہب نے باہمی رواداری اور مذہبی یگانگت اور اتحاد کا تصور نہیں دیا، جتنا وسیع تصور اسلام میں ملتا ہے۔ قرآن حکیم نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ (۳۷)

کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی (۳۸) علامہ آلوسی (۳۹) امام رازی (۴۰) اور جلال الدین سیوطی (۴۱)

کے نزدیک یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔اس آیت میں یہود ونصاریٰ دونوں مخاطب ہیں۔دورِجدید میں اس کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جس دعوت کی طرف اسلام نے اپنے نزول کے فوراًبعد ہی بلایا تھا، آج اس دعوت کی اہمیت اور ضرورت کس قدر بڑھ چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بین التہذیب ہم آہنگی کوفروغ دینے کے لیے غزوہ خیبر کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ لگےتورات کے نسخوں کوواپس لوٹانے کا حکم دیا تھا، جس کا یہود تقاضا کررہے تھے۔ صرف اس ایک واقعہ سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب رومیوں نے یروشلم فتح کیا تو انہوں نے ان مقدس صحیفوں کوآگ لگادی تھی، جبکہ مسلمانوں نے کبھی بھی کسی بھی مقام پر کسی آسمانی صحیفے کی بے حرمتی اوراس کے تقدس کو پامال نہیں کیا۔

بین الاقوامی تہذیب وثقافت پراسلام کے اثرات

تاریخ کے اوراق نے ان واقعات کواپنے اندرمحفوظ کررکھا ہے، جب کلیسا صنعتی تہذیب کو ردکرنے کے حق میں تھا اور صنعتی انقلاب سے اغماض برت رہا تھا تو دوسری طرف مسلمان سائنس دان صنعتی انقلاب کی بنیادرکھ رہے تھے۔اور یہ اندلس کی ہی جامعات تھیں جن کے ذریعے یورپ تک علوم وفنون پہنچے۔(۴۲)

اسلام صرف مذہبی تعلیمات ہی نہیں دیتا بلکہ زندگی کے حقائق سے لے کرتمدنی تہذیب تک ہر معاملے میں رہنمائی کا کردار ادا کرتا ہے۔(۴۳) مسلمانوں نے ہندوستان کے معاشرہ میں جس انسانی مساوات کے تصور سے ہندوؤں کوآشنا کرایا۔ہندوستانی مساوات کے اس تصور سے بالکل ناآشنا تھے۔مسلم معاشرہ میں کسی قسم کی طبقاتی تقسیم نہ تھی، جبکہ ہندوتقسیم درتقسیم کے طبقاتی نظام میں بٹے ہوئے تھے۔(۴۴)

مسلمان جوتہذیب لائے وہ مساوات پرمبنی تھی ،کوئی نجس نہ تھا بلکہ ہرانسان کو برابر کے حقوق حاصل تھےاور ہرایک کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ کسی کے ساتھ بھی بیٹھ کرکھانا کھائے۔(۴۵)

جواہرلعل نہرو نے خود اس بات کا ذکر کیا ہے کہ مسلم فاتحین کی آمد نے فسادزدہ ہندومعاشرہ کو ظاہراورعیاں کردیا۔اورطبقاتی تقسیم کھل کردنیا کے سامنے آگئی۔(۴۶)

مسلمانوں نے ایک طویل عرصے تک اندلس پر بے مثال حکمرانی کی ، تاریخ اس کی مثال

لانے سے قاصر ہے کہ غیر مسلم اقلیت کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ کس قدر رحم دلانہ اور عادلانہ تھا۔ (۴۷)

قرونِ وسطیٰ میں جہاں یورپ پر جہالت کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، مسلمان حسین تعمیرات سے اس دنیا کو مزید خوبصورت کررہے تھے۔ جابجا کتب کے تراجم کے مراکز اور لائبریریاں قائم کی گئی تھیں۔ (۴۸)

بین التہذیبی روابط اور ہم آہنگی کے حوالے سے اسلام کا موقف

بین التہذیب مکالے اور غیر مسلم اقوام کے ساتھ صلح کے حوالے سے اسلام کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (۴۹)

اگر وہ صلح کیلئے جھک جائیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسا رکھو، بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اسی طرح قرآن کا حکم ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ۔ (۵۰)

اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو، مگر عمدہ طریقے سے سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں۔

یعنی ظالموں سے تو ان کے ظلم کا بدلہ لیا جاسکتا ہے مگر عام لوگوں کے ساتھ احسان اور شفقت کا برتاؤ ہونا چاہیے۔ حکیمانہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے مفاہمت کے دروازے بند نہیں کرنے چاہییں۔ اہل کتاب میں سے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ سب ظالم نہیں، سب کا رویہ ایک نہیں، ان میں انسانی ہمدردی رکھنے والے اور انسانیت سے محبت رکھنے والے بھی موجود ہیں۔ قرآن اہل کتاب عیسائیوں کی ان سماجی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ۔ (۵۱)

اہل کتاب برابر نہیں، ان میں کچھ لوگوں ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم

ہیں راتوں کو اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

دوسرے مذاہب کے حامل افراد کی خوبیوں کا اعتراف اسلام کے سوا کسی اور مذہب نے نہیں کیا۔لیکن اسلام ایسا مکالمہ اور مفاہمت چاہتا ہے جو محبت اور رواداری پر مبنی ہو، اس میں جھوٹ اور منافقت نہ پائی جائے۔اسلام غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے کہ:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔(۵۲)

''اللہ تمہیں ان سے (تعلق رکھنے سے) منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے حوالہ سے نہ لڑیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالیں اُن کے ساتھ احسان کرو اور انصاف کا برتاؤ کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے''۔

ابن جریر طبری فرماتے ہیں اس آیت کی بہترین تشریح یہی ہے کہ کسی بھی ملت کے وہ افراد جو کسی جنگ میں برسر پیکار نہ ہوں، ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔(۵۳)

علماء کرام نے صراحت کی ہے کہ پڑوسی کے حقوق کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں مسلم، غیر مسلم یا کافر کی قید نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کو جو کی روٹی اور چربی یا تیل کھانے کی دعوت دی۔آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔(۵۴)

اسلام کے معاشرتی آداب میں سلام کرنا بھی ہے۔اسی طرح اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا۔(۵۵)

اور جب تمہیں کسی لفظ دعا سے سلام دیا جائے تو ایسے لفظ سے اس کا جواب دو جو اس سے بہتر ہو یا کم از کم انہی الفاظ کو دہرا دو۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے ہے کہ

ہر ایک کے سلام کا جواب دو، اگر چہ سلام کرنے والا یہودی اور نصرانی ہی کیوں نہ ہو۔ ان احکامات سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام معاشرتی روابط کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔ علامہ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں اسلام کسی بھی مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے کسی بھی انسان کے ساتھ حسن سلوک سے نہیں روکتا، خواہ وہ یہودی، نصرانی یا بت پرست ہی کیوں نہ ہو۔(۵٦)

امام بخاری نے باقاعدہ ایک باب ''باب عیادۃ المشرک''(۵۷) باندھا ہے اور اس باب میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ بیمار پڑ گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اسلام لے آؤ۔ تو اس نے آپ ﷺ کی بات مان لی اور اسلام لے آیا۔(۵۸) اس سے صراحتاً ثابت ہوا کہ غیر مسلموں کی عیادت کیلئے جانا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اس وقت انہیں نصیحت کی جائے اور دین کی دعوت دی جائے۔(۵۹) اسلام دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو نہ صرف آزادی دیتا ہے بلکہ اجتماعی اور سیاسی حدود میں ان کی حفاظت بھی کرتا ہے۔(٦۰) ہاں اس بات کی ضرور پابندی عائد ہے کہ شریعت اسلامی کی پامالی سے بچا جائے اور کوئی فریق دوسرے فریق کے ساتھ زیادتی نہ کرے۔(٦۱)

حاصل کلام:

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کے پیش نظر بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ اسلام اس دنیا میں امن چاہتا ہے اور یہ موقف اپناتا ہے کہ ہر فرد کو اس کے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہے۔ اسلام دین کی دعوت ضرور دیتا ہے مگر اس کے لیے جبر کا راستہ اختیار نہیں کرتا بلکہ سمجھ کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام کے بین التہذیب مکالمے کے اصولوں کو اگر کلی طور پر اپنا لیا جائے تو اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسا فورم تشکیل دیا جائے جو تمام امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکالمہ بین المذاہب کے راستے کی داغ بیل ڈالے۔

حواشہ وحوالہ جات

۱۔ مصباح اللغات، ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1979، ص 985

۲۔ لسان العرب، ابن منظور افریقی، دار صادر بیروت لبنان، ج 9 ص 20-19

۳۔ کلچر کیا ہے؟، ڈاکٹر جمیل جالبی، بیت الحکمت لاہور، 2007، ص 81-80

۴۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ڈاکٹر عبدالحق انصاری، مجلس دارالمصنفین اعظم گڑھ، اکتوبر 1968، ص264-265

۵۔ تاریخ افکار وعلوم اسلامی، راغب الطباخ، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1981، ص23

۶۔ اسلامی تہذیب اوراس کے اصول ومبادی، مولانا مودودی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 2003، ص11-12

۷۔ ایضاً، ص14

۸۔ الثقافۃ، راغب علی بیروتی، مکتبہ ایلیہ بیروت، ص19

۹۔ رسوم جاہلیت، نجم الدین سیوہاروی، مکتبہ رشیدیہ لاہور، 1988، ص44

۱۰۔ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی، دارصادر بیروت، 1970، ج4 ص544

۱۱۔ محسن انسانیت، نعیم صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1977، ص22

۱۲۔ ایضاً، ص23 ۱۳۔ تاریخ الجاہلیۃ، عمر فرخ، دارالعلم بیروت، 1964، ص89

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ العرب قبل الاسلام، جرجی زیدان، قاہرہ مصر، 1957، ص253

۱۶۔ سیرت النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی، ج1، ص329

۱۷۔ سورۃ الفتح، 29

۱۸۔ سورۃ الاحقاف، 13 ۱۹۔ سورہ حم السجدہ، 6

۲۰۔ سورۃ سبا، 5 ۲۱۔ سورۃ الکہف، 20 ۲۲۔ سورۃ الانشراح، 7

۲۳۔ اسلام کا بحران، احسن بٹ، نگارشات، لاہور، 2003، ص7

۲۴۔ خطبات مدراس، سید سلیمان ندوی، ادارہ اسلامیات لاہور، ص143

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ بنیاد پرستی اور تہذیبی کشمکش، مرزا محمد الیاس، حرا پبلشرز لاہور، 1994، ص98

۲۷۔ اسلام کا عمرانی نظام، غلام رسول چیمہ، علم وعرفان پبلشرز، لاہور، 2005، ص125

۲۸۔ ایضاً ۲۹۔ سورۃ المائدہ، 18

۳۰۔ متی، 15/24 ۳۱۔ متی، باب 10، ص5

۳۲۔ تہذیب، زوار حسین، بیکن بکس ملتان، 2005، ص4

۳۳۔ سورۃ الفاتحہ، 1 ۳۴۔ سورۃ البقرہ، 185
۳۵۔ اسلام اور تہذیب مغرب، بیت الحکمت لاہور، 2006، ص 17
۳۶۔ ترجمان القرآن لاہور، مئی 2006، ص 7 ۳۷۔ سورۃ آل عمران، 64
۳۸۔ التفسیر المنیر، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، دار المعرفۃ بیروت، ج 4 ص 276
۳۹۔ روح المعانی، علامہ شہاب الدین آلوسی، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1415ھ، ج 2 ص 186
۴۰۔ التفسیر الکبیر، فخر الدین رازی، مکتبہ الاعلام والاسلام، تہران، ج 7 ص 90
۴۱۔ تفسیر الدر المنثور، جلال الدین سیوطی، دار المعرفہ بیروت، ج 2 ص 235
۴۲۔ اسلام اور مغربی تہذیب کے مسائل، سید قطب، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، 1982، ص 180
۴۳۔ تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات اور احسانات، ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 1986، ص 15
۴۴۔ ایضاً ۴۵۔ ایضاً
۴۶۔ جواہر لعل نہرو، ڈسکور آف انڈیا، جواہر لعل فاؤنڈیشن، دہلی انڈیا، ص 225
۴۷۔ ایج آف فیتھ، ص 297
۴۸۔ ہماری عظیم تہذیب، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص 34
۴۹۔ سورۃ الانفال، 61 ۵۰۔ سورۃ العنکبوت، 46
۵۳۔ جامع البیان، ابن جریر طبری، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، 1373ھ، ج 22، ص 66
۵۴۔ تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1405ھ، ج 2 ص 34
۵۵۔ سورۃ النساء، 86
۵۶۔ الحلال والحرام فی الاسلام، یوسف قرضاوی، ص 224
۵۷۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، الطاف سنز کراچی 2008، ج 2 ص 1608
۵۸۔ ایضاً، ج 1 ص 363
۵۹۔ فتح الباری، ابن حجر عسقلانی، ج ۳ ص ۲۳۱
۶۰۔ اسلامی ادارے اور تہذیب و تمدن ایس ایم شاہد، نیو بک پیلس، لاہور، 1989، ص 470
۶۱۔ ایضاً